اعضا کی پیوند کاری کا شرعی تناظر: مجمع البحوث الاسلامیة جامعة الازہر اور مجمع الفقه الاسلامی جدۃ کی قرارات کا تقابلی جائزہ

Shariah Perspective of Organ Transplantation: A Comparative Study of the Decisions of *Majma‘ al Buhūth al-Islamiyya Jāmia al-Azhar* and *Majma‘ al-Fiqh al-Islāmi* Jeddah

Muhammad Haroon
PhD Scholar Islamic Studies, University of Sargodha, Sargodha
Dr. Muhammad Feroz-ud-Din Shah Khagga
Assistant Professor of Islamic Studies, University of Sargodha, Sargodha

Abstract

Allah almighty has given a special privilege to man from his creatures, in the form of appearance, the most beautiful and the most beneficial in knowledge, it has been made the universe of the universe, one aspect of this honor is that all the universe is served for its diet or medicine, and many things have been lawful for its diet or medicine, and the other aspect is that human organs are prohibited for medicine and their purchase Has been declared invalid. In the eyes of Islam, human life is indeed a trustworthy one, which is a serious crime to destroy, big goods have been prepared to protect it, and such possible measures have been made necessary to save human life, which is the worst crime in the eyes of Islam. Similarly, the person who is starving is allowed to say the word "" disbelief" ". However, in this situation, in order to save life, respect for humanity has not been allowed to destroy any other human being or organ.

Key Words: Organ Transplantation, Shariah Perspective, Decisions of *Majma‘ al Buhūth al-Islamiyya Jāmia al-Azhar, Majma‘ al-Fiqh al-Islāmi* Jeddah

تمہید

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے انسان کو ظاہری و معنوی اعتبار سے ایک خاص شرف وامتیاز بخشا ہے، شکل وصورت میں بھی سب سے حسن وجمال اور علم وادراک میں بھی سب سے فائق ہے اسے کائنات کا مخدوم ومکرم بنایا گیا ہے، اس شرف وعظمت کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ تمام کائنات اسی کی خدمت پر مامور ہے، بہت سی چیزوں کو اس کی غذا یا دوا کے لیے حلال کر دیا گیا ہے، اور اضطراری حالت میں حرام چیزوں کے استعمال کی بھی اجازت دی گئی ہے، اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ انسانی اعضاء واجزاء کو دوا کے لیے ممنوع اور ان کی خرید وفروخت کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ اسلام کی نظر میں انسانی جان درحقیقت امانتِ الٰہیہ ہے، جسے ضائع کرنا سنگین جرم ہے، اس کی حفاظت کے لیے بڑے سامان تیار کئے گئے ہیں جن کے استعمال کا حکم ہے، اور ایسی ممکنہ تدابیر وعلاج کو ضروری قرار دیا ہے جس سے انسانی جان بچ سکے، اسی لئے اضطرار کی حالت میں کلمۂ کفر تک کہنے کی اجازت دے دی گئی جو اسلام کی نظر میں بدترین جرم ہے، اسی طرح جو شخص بھوک سے مر رہا ہو اس کے لئے اپنا آخری سانس بحال رکھنے کے لیے بقدر ضرورت خنزیر اور مردار کھانے کو جائز بلکہ ضروری قرار دیا گیا۔ البتہ اس حالت میں بھی جان بچانے کے لئے احترامِ انسانیت کے پیشِ نظر کسی دوسرے انسان کی جان یا عضو کو ضائع کرنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ مَيْتَةٌ" [1] "حضرت ابی واقدؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جاندار کا کوئی عضو نہ کاٹو چاہیے وہ زندہ ہے یا وہ مردہ ہے۔" عضو کی پیوند کاری کی وجہ سے پوری عمر ایک ناپاک چیز سے جسمِ انسانی ملوث رہے گا۔ کسی چیز کو ہبہ کرنے یا عطیہ کے طور پر کسی کو دینے کے لیے یہ شرط ہے وہ شے مال ہو، اور دینے والے کی ملک ہو، اور یہی شرط وصیت کے لیے بھی ہے۔ جیسا کہ "فتاوی عالمگیری" میں ہے:وَأَمَّا مَا يَرْجِعُ إلَى الْوَاهِبِ، فَهُوَ أَنْ يَكُونَ الْوَاهِبُ مِنْ أَهْلِ الْهِبَةِ، وَكَوْنُهُ مِنْ أَهْلِهَا أَنْ يَكُونَ حُرًّا عَاقِلًا بَالِغًا مَالِكًا لِلْمَوْهُوبِ حَتَّى لَوْ كَانَ عَبْدًا أَوْ مُكَاتَبًا أَوْ مُدَبَّرًا أَوْ أُمَّ وَلَدٍ أَوْ مَنْ فِي رَقَبَتِهِ شَيْءٌ مِنْ الرِّقِّ أَوْ كَانَ صَغِيرًا أَوْ مَجْنُونًا أَوْ لَا يَكُونُ مَالِكًا لِلْمَوْهُوبِ لَا يَصِحُّ، هَكَذَا فِي النِّهَايَةِ. وَأَمَّا مَا يَرْجِعُ إلَى الْمَوْهُوبِ فَأَنْوَاعٌ، مِنْهَا: أَنْ يَكُونَ مَوْجُودًا وَقْتَ الْهِبَةِ فَلَا يَجُوزُ هِبَةُ مَا لَيْسَ بِمَوْجُودٍ وَقْتَ الْعَقْدِ ... ومِنْهَا: أَنْ يَكُونَ مَالًا مُتَقَوِّمًا فَلَا تَجُوزُ هِبَةُ مَا لَيْسَ بِمَالٍ أَصْلًا كَالْحُرِّ وَالْمَيْتَةِ وَالدَّمِ وَصَيْدِ الْحَرَمِ وَالْخِنْزِيرِ وَغَيْرِ ذَلِكَ، وَلَا هِبَةُ مَا لَيْسَ بِمَالٍ مُطْلَقٍ كَأُمِّ الْوَلَدِ وَالْمُدَبَّرِ الْمُطْلَقِ وَالْمُكَاتَبِ، وَلَا هِبَةُ مَا لَيْسَ بِمَالٍ مُتَقَوِّمٍ كَالْخَمْرِ، كَذَا فِي الْبَدَائِعِ"2" بہر حال اب وہ لوٹا ہے یہ جو ہبہ کرنے والا ہے۔ بس وہ اسی ہبہ کرنے والی چیز کا مالک ہو گا۔ اس کی ملکیت کے لئے آزاد ہونا، عاقل ہونا، بالغ ہونا اور اس چیز کا مالک ہونا شرط ہے۔ یہاں تک کہ اگر وہ غلام ہے یا مکاتب ہے یا مدبر ہے یا یا ام ولد ہو یا جس کی گردن پر غلامی میں سے کوئی چیز ہے یا وہ چھوٹا ہو گا، مجنوں ہو گا یا موہبہ چیز کا وہ مالک نہیں ہو گا تو کسی صورت میں جائز نہیں اور بحال جب ہم موہبہ چیز کی طرف لوٹتے ہیں تو اس کی کئی قسمیں ہیں"۔ وہ چیز موجود ہو، ہبہ کے وقت۔ اور جو چیز ہبہ کے وقت موجود نہ ہو تو اس کا ہبہ کرنا جائز نہیں ہے دوسری قسم اگر وہ ایسا مال ہے جو متقوم ہے تو ایسے مال کا ہبہ کرنا بھی جائز نہ ہے، جس کی اصل نہ ہو جیسے: آزاد بندہ، مردہ (میت) خون، حرم کا شکار، یار عزیز اور اس کے علاوہ یہ چیزیں ہبہ نہ ہوں گیں اور وہ چیزیں بھی ہبہ نہیں ہو سکتی جو مال متقوم نہ ہو جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے۔ علامہ ابن عابدین اپنے فتاوی "شامی" میں لکھتے ہیں":وَشَرَائِطُهَا: كَوْنُ الْمُوصِي أَهْلًا لِلتَّمْلِيكِ فَلَمْ تَجُزْ مِنْ صَغِيرٍ وَمَجْنُونٍ وَمُكَاتَبٍ إلَّا إذَا أَضَافَ لِعِتْقِهِ كَمَا سَيَجِيءُ (وَعَدَمُ اسْتِغْرَاقِهِ بِالدَّيْنِ) لِتَقَدُّمِهِ عَلَى الْوَصِيَّةِ كَمَا سَيَجِيءُ (وَ)

كَوْنُ (الْمُوصَى لَهُ حَيًّا وَقْتَهَا) تَحْقِيقًا أَوْ تَقْدِيرًا لِيَشْمَلَ الْحَمْلَ الْمُوصَى لَهُ فَافْهَمْهُ فَإِنَّ بِهِ يَسْقُطُ إيرَادُ الشُّرُنْبُلَالِيِّ (وَ) كَوْنُهُ (غَيْرَ وَارِثٍ) وَقْتَ الْمَوْتِ (وَلَا قَاتِلٍ) وَهَلْ يُشْتَرَطُ كَوْنُهُ مَعْلُومًا. قُلْت: نَعَمْ كَمَا ذَكَرَهُ ابْنُ سُلْطَانٍ وَغَيْرُهُ فِي الْبَابِ الْآتِي (وَ) كَوْنُ (الْمُوصَى بِهِ قَابِلًا لِلتَّمَلُّكِ بَعْدَ مَوْتِ الْمُوصِي"-3"اور اس کی شرائط میں یہ ہے کہ موصی (وصیت کرنے والا) تملیک کا اہل ہو۔ بچہ، مجنوں، مکاتب کی وصیت جائز نہ ہے۔ جب اس کی اضافت کی جائے اس کی آزادی کی طرف جیسا کہ عنقریب آئے گا۔ اس پر (قرضہ نہ ہو) اور یہ قرضہ اس کی وصیت پر مقدم ہے، وہ آگے آئے گا موصی لہ کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ زندہ ہو تحقیقی یا تقدیری طور پر، تا کہ اس وصیت کا حامل ہونا اس میں شامل ہو اور یہ اس صورت میں ہے جب وہ وارث نہ ہو، قاتل نہ ہو، اس کے اہل ہونے کے لئے اور بھی شرطیں ہیں۔ ابن سلطان وغیرہ نے اس کو آنے والے باب میں ذکر کیا ہے۔ موصی بہ کے لئے شرط یہ ضروری ہے کہ وہ موصی کے مرنے کے بعد اس کی وصیت کا مالک بھی ہو"۔

انسان کو اپنے اعضاء میں حقِ منفعت تو حاصل ہے، مگر حقِ ملکیت حاصل نہیں ہے، جن اموال و منافع پر انسان کو حقِ مالکانہ حاصل نہ ہو انسان ان اموال یا منافع کی مالیت کسی دوسرے انسان کو منتقل نہیں کر سکتا۔ انسانی اعضاء و جوارح انسان کے پاس امانت ہیں اور انسان ان کا نگران اور محافظ ہے، اور امین کو ایسے تصرفات کا اختیار نہیں ہوتا جس کی اجازت امانت رکھنے والے نے نہ دی ہو، جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے":وَأَمَّا حُكْمُهَا فَوُجُوبُ الْحِفْظِ عَلَى الْمُودَعِ وَصَيْرُورَةُ الْمَالِ أَمَانَةً فِي يَدِهِ وَوُجُوبُ أَدَائِهِ عِنْدَ طَلَبِ مَالِكِهِ، كَذَا فِي الشُّمُنِّيِّ ."4"اور حکم اس چیز کا جو اس کو دی گئی ہے کہ اس مال کی حفاظت واجب ہے ۔جب مالک مطالبہ کرے تو اس کو ادا کر دینا اس پر واجب ہے جیسا کہ شُمُنّیؒ میں ہے"۔

انسان قابلِ احترام اور مکرم ہے، اس کے اعضاء میں سے کسی عضو کو اس کے بدن سے الگ کر کے دوسرے انسان کو دینے میں انسانی تکریم کی خلاف ورزی لازم آتی ہے، یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے علاج و معالجہ اور شدید مجبوری کے موقع پر بھی انسانی اعضاء کے استعمال کو ممنوع قرار دیا ہے، چنانچہ شرح سیر الکبیر میں ہے:وَالْآدَمِيُّ مُحْتَرَمٌ بَعْدَ مَوْتِهِ عَلَى مَا كَانَ عَلَيْهِ فِي حَيَاتِهِ. فَكَمَا يَحْرُمُ التَّدَاوِي بِشَيْءٍ مِنْ الْآدَمِيِّ الْحَيِّ إكْرَامًا لَهُ فَكَذَلِكَ لَا يَجُوزُ التَّدَاوِي بِعَظْمِ الْمَيِّتِ." آدمی اپنی موت کے بعد بھی اسی طرح محترم ھے جس طرح اپنی زندگی میں تھا اسی لیے کسی زندہ آدمی کے کسی عضو کو لے کر علاج کرنا درست نہیں ہے ،اسی طرح کسی مردہ انسان کے عضو سے بھی علاج کرنا جائز نہیں ہے "كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِ عَظْمِ الْحَيِّ"5 رسول کریم ﷺ نے فرمایا "میت کی ہڈی کو توڑنا ایسا ہی ہے جیسا کہ زندہ کی ہڈی کو توڑنا" "فتاوی ہندیہ" میں ہے:"الِانْتِفَاعُ بِأَجْزَاءِ الْآدَمِيِّ لَمْ يَجُزْ، قِيلَ: لِلنَّجَاسَةِ، وَقِيلَ: لِلْكَرَامَةِ، هُوَ الصَّحِيحُ، كَذَا فِي جَوَاهِرِ الْأَخْلَاطِيِّ" .6 یعنی آدمی کے تمام اعضاء سے فائدہ اٹھانے کی حرمت اس کی تکریم واحترام کے پیشِ نظر ہے، تا کہ جس ہستی کو رب تعالیٰ نے محترم و مکرم بنایا، لوگ اس کے اعضاء و جوارح کو استعمال کرنے کی جسارت نہ کریں"۔ اگر انسانی اعضاء کی پیوندکاری کو جائز قرار دیا جائے تو یہ پوری انسانیت کے لیے ایک بڑا خطرہ اور تباہی کا ذریعہ بنے گا، کیوں کہ موجودہ زمانہ کے حالات و ماحول اور معاشرہ میں پھیلی ہوئی بددیانتی کو دیکھتے ہوئے کوئی بعید نہیں کہ لوگ اعضاء کی منتقلی کے جواز کے فتووں کا بے جا استعمال کرتے ہوئے اسے باقاعدہ ایک کاروبار کی شکل دے دیں اور انہی اعضاء کو اپنا ذریعۂ معاش بنالیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ:

1. بازار میں دیگر اشیاء کی طرح انسانی اعضاء کی بھی علانیہ ورنہ خفیہ خرید و فروخت شروع ہو جائے گی، جو بلاشبہ انسانی شرافت کے خلاف اور ناجائز ہے۔

۲.. غربت زدہ لوگ اپنا اور بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے اور اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے اپنے اعضاء فروخت کرنا شروع کردیں گے۔

۳.. مُردوں کی بے حرمتی اور اُن کے ساتھ ظالمانہ رویّہ شروع ہو جائے گا، بالخصوص لاوارث مُردے اپنے بہت سے اعضاء سے محروم ہو کر دنیا سے جایا کریں گے، اور یہ بھی بعید نہیں کہ مال و دولت کے لالچی اور پجاری مدفون لاشوں کو اکھاڑ کر اپنی ہوس پوری کرنے لگیں، جیسا کہ مختلف ذرائع سے سننے میں آتا رہتا ہے۔

۴.. خدانخواستہ یہ معاملہ بڑھتا رہا تو صرف اپنی موت مرنے والوں تک ہی یہ سلسلہ محدود نہیں رہے گا، بلکہ اس کام کے لیے بہت سے معصوم انسانوں کے قتل کا بازار گرم ہو جانا اور اس مقصد کے لیے اغوا کا شروع ہونا ممکن ہے جو پورے انسانی معاشرے کی تباہی کا اعلان ہے۔

مذکورہ بالا دلائل کی وضاحت کرتے ہوئے مفتیٔ اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع تحریر فرماتے ہیں:

"انسان کے اعضاء و اجزاء انسان کی اپنی ملکیت نہیں ہیں جن میں وہ مالکانہ تصرفات کر سکے، اسی لیے ایک انسان اپنی جان یا اپنے اعضاء و جوارح کو نہ بیچ سکتا ہے نہ کسی کو ہدیہ اور ہبہ کے طور پر دے سکتا ہے، اور نہ ان چیزوں کو اپنے اختیار سے ہلاک و ضائع کر سکتا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ کے اصول میں تو خودکشی کرنا اور اپنی جان یا اعضاء رضاکارانہ طور پر یا بقیمت کسی کو دے دینا قطعی طور حرام ہی ہے جس پر قرآن و سنت کی نصوصِ صریحہ موجود ہیں، تقریباً دنیا کے ہر مذہب و ملت اور عام حکومتوں کے قوانین میں اس کی گنجائش نہیں، اس لیے کسی زندہ انسان کا کوئی عضو کاٹ کر دوسرے انسان میں لگادینا اس کی رضامندی سے بھی جائز نہیں۔۔۔۔۔۔شریعتِ اسلام نے صرف زندہ انسان کے کارآمد اعضاء ہی کا نہیں بلکہ قطع شدہ بے کار اعضاء و اجزاء کا استعمال بھی حرام قرار دیا ہے، اور مردہ انسان کے کسی عضو کی قطع و برید کو بھی ناجائز کہا ہے، اور اس معاملہ میں کسی کی اجازت اور رضامندی سے بھی اس کے اعضاء و اجزاء کے استعمال کی اجازت نہیں دی، اور اس میں مسلم و کافر سب کا حکم یکساں ہے؛ کیوں کہ یہ انسانیت کا حق ہے جو سب میں برابر ہے۔ تکریم انسانی کو شریعتِ اسلام نے وہ مقام عطا کیا ہے کہ کسی وقت کسی حال کسی کو انسان کے اعضاء و اجزاء حاصل کرنے کی طمع دامن گیر نہ ہو، اور اس طرح یہ مخدوم کائنات اور اس کے اعضاء عام استعمال کی چیزوں سے بالاتر ہیں جن کو کاٹ چھانٹ کر یا کوٹ پیس کر غذاؤں اور دواؤں اور دوسرے مفادات میں استعمال کیا جاتا ہے، اس پر ائمہ اربعہ اور پوری امت کے فقہاء متفق ہیں، اور نہ صرف شریعتِ اسلام بلکہ شرائعِ سابقہ اور تقریباً ہر مذہب و ملت میں یہی قانون ہے"

مجمع البحوث الاسلامیہ جامعہ ازہر

ناقش المجلس بجلسته السابعة فی دورته الخامسة والاربعین التی عقدت بتاریخ 29 من ربیع الاول 1430ھ الموافق 26 من مارس 2009م الختامی لموتمر مجمع البحوث الاسلامیة الثالث عشر

بحوث الاسلامیہ کی سرپرستی میں قاہرہ کے مدرسے جامعہ ازہر میں تیرہویں مجلس مشاورت منعقد ہوئی[7]۔ تمام تعریفات اس رب العزت ہی کیلئے ہیں جو تمام عالم کا پالنے والا ہے اور صلاۃ وسلام ہو انبیاء کے آخری نبی پر جو مخلوقات میں سب سے زیادہ شرافت اور عظمت والے ہیں یعنی محمد بن عبد اللہ پر جو کہ ہدایت دینے والے اور امانت دار ہیں جن کو رب العزت نے سارے عالم کیلیے باعث رحمت بنا کر بھیجا اور ان کی آل پر جو پاکیزہ ہیں اور پاکیزہ کرنے والے ہیں اور ان تمام صحابہ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو جنہوں نے ہدایت کے معاملے میں ان کی سنت کا اتباع کیا اور ان کی شریعت پر عمل کیا۔ حمد وثنا کے بعد مجلس نے درج ذیل امور پر بحث کی[8]:

1. مملکت ملت اسلامیہ کے علماء کرام سب اکٹھے ہوئے انہوں نے ملک کے مشہور اور ڈاکٹر سے مشاورت کی اور بحث کی کی اس بات پر پر کہ انسانی اجزاء کو منتقل کرنا انسانی اجزاء کا ہدیہ کرنا اس طرح کے دیگر مسائل کے بارے میں اور انہوں نے اپنی رائے کو پیش کیا اور اس گفتگو کی یہاں تک کہ وہ چند باتوں پر متفق ہوئے اور وہ اتنی زبردست گفتگو تھی انکی قرارات اور گفتگو
2. سے ان لوگوں میں اسلامی شعور نظر آتا ہے۔

ان کی گفتگو سے یہ بات واضح ہے کہ

- وہ لوگ اللہ تعالی کے سامنے کھڑا ہونے سے کتنا ڈر رہے ہیں اور اللہ تعالی کے سامنے جواب دہی کا تصور اپنے دل میں رکھتے ہیں اور عالم اسلام کے سامنے کتنا ان کے دل میں یقین ہے۔
- ان باتوں کی نشاندہی انکی قرارات سے ہو رہی ہے انہوں نے چند باتیں طے کیں ہیں۔
- شریعت اسلامیہ نے انسان کو بہت زیادہ عظمت واحترام بخشا ہے اہم بات یہ ہے کہ انسان زندہ ہوں یا مرا ہوا انسان پر ظلم وزیادتی کو حرام قرار دیا ہے۔
- اس کی اہانت وتذلیل کو منع کیا کہ اس کے ساتھ ہر قسم کی برائی سے بھی منع فرمایا گیا یا دوسری بات یہ طے پائی کہ انسان انسانی جسم میں کسی عضو کی خرید وفروخت حرام ہے اور شرعی طور پر باطل ہیں۔
- وہ شخص جو عاقل ہے، بالغ ہے اور اپنے اوپر اختیار رکھتا ہے۔ وہ اپنے جسم کے اعضاء کو بطور ہدیہ دے سکتا ہے اور اپنے جسم کے اعضاء کو وقف کر سکتا ہے اس شخص کے لئے لیے جو مجبور ہو، لیکن جب وہ اپنے جسم کے اعضاء میں سے کوئی عضو کسی کو ہدیہ کرنا چاہیے یا وقف کرنا چاہے تو یہ کوئی تفریق نہیں کہ وہ یہ ہدیہ، یہ وقف کرنا، اپنے رشتہ داروں کو کر رہا ہے یا غیر رشتہ داروں کو کر رہا ہے۔ اس میں چند باتیں ڈاکٹرز نے طے کی ہیں[9]۔
- ڈاکٹر حضرات اور اطباء نے یہ اعضا کسی کو دینے کے بارے میں چند ایک قوانین وضوابط طے کیے ہیں۔
- وہ شخص جو اپنے جسم کا عضو کسی کو دے رہا ہے، اگر وہ اتنی اہمیت کا حامل ہے کہ اس کے دینے سے اس شخص کی اپنی زندگی ختم ہو جائے گی تو پھر اس کو نہیں دینا چاہیے جیسے دل، جگر، دماغ وغیرہ

- یا کوئی ایسا عضو ہے جس سے دوسری بندے کے اندر عادتیں یا خصلت وغیرہ منتقل ہونے کا ڈر ہو تو پھر بھی اس منتقل نہیں کرنا چاہیے
- شرم گاہوں وغیرہ کو بھی نہیں منتقل کرنی چاہیے۔
- اس کے وقف کرنے یا ہدیہ کرنے سے اس شخص جس شخص کو یہ دیا جارہا ہے اس کے جو منتقل کیا جارہا ہے بغیر اس کے اور کوئی حل ہی نہ ہو تو پھر یہ منتقل کرنا جائز ہے۔
- کسی مردہ شخص یا جسم کا عضو لینا جائز ہے لیکن جب ڈاکٹر اور اطباء اس بات کا قطعی یقین کر لیں کہ وہ اس مردہ شخص کے جسم کا عضو لے لیں اور اس کے علاوہ اور کوئی حل بھی نہ ہو، لیکن مردہ شخص کے جسم کا عضو اس وقت لیا جائے گا جب اس میت کے وارث میں سے کوئی وارث اجازت دے۔ اگر میت کا کوئی وارث نہ ہو تو پھر بادشاہ وقت اس کا وارث سمجھا جائے گا اور بادشاہ کی اجازت سے یہ کام کیا جائے گا۔

١۔"ان شريعة الاسلام قد كرمت الانسان سواء كا ن حيا ام ميتا وحرمت الاعتدا ء عليه او على اى عضو من اعضائه او امتهانه او الاساءة اليه۔

٢۔ان بيع الانسان لجسده او لاى جزء من اجزائه محرم وباطل شرعا۔

٣۔ان تبرع الانسان البالغ العاقل المختار غير المكره بجز ء من اجزاء جسده جائز شرعا ولا فرق بين التبرع للاقارب وغيرهم ما دام التبرع يقول بنفعه الاطباء الثقات على اساس من قاعدة الايثار والتكافل و التراحيم و ذالک بشروط:"[10]

۱۔بے شک شریعت اسلام نے انسان کو عزت دی ہے۔ برابر ہے کہ وہ زندہ ہو یا مردہ اس پر اور اس کے اعضاء پر زیادتی کو حرام قرار دیا ہے اور بے حرمتی اور نقصان پہنچانے کو بھی

۲۔بے شک انسان کا اپنے جسم کو یا اپنے اعضاء میں سے کسی ایک عضو کو بیچنا شرعا حرام اور باطل ہے۔

۳۔بالغ، عاقل اور خود مختار آدمی کا جس کو مجبور نہ کیا گیا ہو، اپنے جسم کے اعضاء میں سے کسی ایک عضو کا دوسرے کو ہدیہ کرنا شرعاً جائز ہے اور اس میں کوئی تفریق نہیں کہ وہ ہدیہ رشتے داروں کے لئے ہو یا غیر رشتہ داروں کے لئے کہ وہ ہدیہ ہمیشہ حکماء اور مشہور اطباء کے کہنے کی وجہ سے ہو اور ایثار، تکافل، تراحیم کی بنیاد پر ہو۔

مجمع فقہ الاسلامی جدہ کی قرارات

"إن مجلس مجمع الفقه الإسلامي الدولي المنعقد في دورة مؤتمره الرابع بجدة في المملكة العربية السعودية من 18-23 جمادى الآخرة 1408 الموافق 6 – 11 شباط (فبراير) 1988م،بعد اطلاعه على الأبحاث الفقهية والطبية الواردة إلى المجمع بخصوص موضوع انتفاع الإنسان بأعضاء جسم إنسان آخر حياً أو ميتاً، وفي ضوء المناقشات التي وجهت الأنظار إلى أن هذا الموضوع أمر واقع فرضه التقدم العلمي والطبي، وظهرت نتائجه

الإيجابية المفيدة."[11] اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کے چوتھے سیمنار منعقدہ دسعودی عرب مورخہ 18-23 جمادی الثانی 1408ھ مطابق 6-11 فروری 1988 میں مذکورہ موضوع پر پیش کیے جانے والے فقہی اور طبی مقالات ومباحث سے یہ بات سامنے آئی کہ سائنسی اور میڈیکل ترقی کے نتیجے میں یہ موضوع ایک حقیقت بن چکا ہے اور اس کے کچھ مفید نتائج کے ساتھ ساتھ بیشتر حالات میں انسانی شرف وکرامت کی پاسداری کرنے والے شرعی ضوابط واصول سے گریز کی وجہ سے نفسیاتی اور سماجی نقصانات بھی سامنے آرہے ہیں دوسرے جانب اسلامی شریعت کے مقاصد کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے جو فرد وجماعت کی ترجیح مصالح کی تکمیل کرتے ہیں اور باہمی تعاون اور ہمدردی اور ایثار کی دعوت دیتے ہیں اصل موضوع بحث اور جواب طلب امور کی تحدید اور ان حالات، صورتوں اور قسموں کے انضباط جن کے حسب حال علیحدہ علیحدہ احکام مرتب ہوں گے، کہ بعد اکیڈمی نے اس اجلاس میں درج ذیل امور طے کیے ہیں[12]:

تعریف واقسام

اول: یہاں عضو سے مراد انسان کے خلیوں اور خون وغیرہ میں سے کوئی بھی جزو ہے، جیسے آنکھ کا قرینہ خواہ وہ جزو متصل ہو یا انسانی جسم سے علیحدہ۔

دوم: عضو انسانی سے انتفاع جو یہاں موضوع بحث ہے وہ یہ کہ اس کی ضرورت استعمال سے ہے اگر کوئی اپنی اصل زندگی کی بقایا جسم کے کسی اہم وظیفے مثلاً نگاہ وغیرہ کی حفاظت کے لیے درپیش ہو اور استعمال کرنے والا شخص ایسی زندگی رکھتا ہو جو شرعاً قابل احترام ہے۔

ثالثا :" تنقسم صورة الانتفاع هذه إلى الأقسام التالية:

نقل العضو من حي.

نقل العضو من ميت.

النقل من الأجنة[13]."

سوم: اس استعمال کی درج ذیل صورتیں ہیں:

1۔ کسی زندہ انسان کے عضو کو منتقل کرنا

2۔ کسی مردہ انسان کے عضو کو منتقل کرنا

3۔ جنین کے عضو کو منتقل کرنا

پہلی صورت

یعنی کسی زندہ انسان کے عضو کو منتقل کرنا درج ذیل طریقوں سے ہو سکتا ہے:

الف: کسی انسان کے ایک عضو کو لیے کر اسی انسان کے جسم میں دوسرے مقام پر پیوندکاری کی جائے جیسے کھال، پٹھوں ،ہڈیوں، وریدوں اور خون وغیرہ کی جسم کے ایک حصہ سے دوسرے حصوں کو منتقلی اور اس کی پیوندکاری۔

ب: کسی زندہ انسان کے عضو کی دوسرے انسان کے جسم میں پیوندکاری۔

اس صورت میں اس عضو کی دو میں سے کوئی ایک حیثیت ہو سکتی ہے یا تو اس پر زندگی کا دارومدار ہو گا یا اس پر زندگی کا انحصار

نہیں ہو گا اگر اس پر زندگی کا انحصار ہے یا تو وہ تنہا ہو گا یا وہ جوڑا، تنہا کی مثال قلب اور جگر، اور جوڑے کی مثال گردہ اور پھیپڑے ہیں۔ اگر اس پر زندگی کا انحصار نہیں ہو تو یا وہ جسم کا کوئی بینادی کام انجام دیتا ہو گا یا نہیں، اور یا تو وہ خودبخود از سر نو تیار ہو تا رہتا ہو گا جیسے خون یا ایسا نہیں ہو تا ہو گا، اور یا تو نسب اور وراثت اور عمومی شخصیت پر اس کے اثر پڑتا ہو گا، جیسے خصیہ، انڈہ دانی اور اعصابی نظام کے خلیے یا اس کا ان میں سے کسی ایک چیز پر بھی اثر نہیں ہو گا۔

"الصورة الثانية: وهي نقل العضو من ميت:

ويلاحظ أن الموت يشمل حالتين:

الحالة الأولى :موت الدماغ بتعطل جميع وظائفه تعطلاً نهائياً لا رجعة فيه طبياً.

الحالة الثانية :توقف القلب والتنفس توقفاً تاماً لا رجعة فيه طبياً. فقد روعي في كلتا الحالتين قرار المجمع في دورته الثالثة[14]."

دوسری صورت

کسی مردہ انسان کے عضو کو منتقل کرنا:

یہ بات ملحوظ رہے کہ موت کی دو حالتیں ہوتی ہیں:

پہلی حالت: دماغی موت کہ دماغ کے سارے وظائف یکسر طور پر بند ہو جائیں اور طبی لحاظ سے ان کی واپسی ممکن نہ ہو۔

دوسری حالت: قلب اور تنفس اس طرح پورے طور پر رک جائیں کہ طبی طور پر دوبارہ بحال ہونا ممکن نہ ہو۔

ان دونوں حالتوں میں اکیڈمی کے تیسرے سمینار کی قرارداد کی رعایت ملحوظ رکھی جائے گی۔

"الصورة الثالثة: وهي النقل من الأجنة، وتتم الاستفادة منها في ثلاث حالات:

حالة الأجنة التي تسقط تلقائيا.

حالة الأجنة التي تسقط لعامل طبي أو جنائي.

حالة "اللقائح المستنبتة خارج الرحم[15]."

تیسری صورت:

یعنی جنین کے عضو کو منتقل کرنا: جنین سے استفادہ تین حالتوں میں ہو سکتا ہے:

- ایسے جنین جو خودبخود ساقط ہو گئے ہوں۔
- ایسے جنین جو کسی جرم یا طبی ضرورت کی بنا پر ساقط کیے گئے ہوں۔
- بچہ دانی سے باہر باور آور شدہ نطفے

شرعی احکام

اول: کسی انسان کے جسم کا عضو اسی انسان کے جسم میں دوسری جگہ لگانا اس اطمینان کے بعد جائز ہو گا کہ پیوندکاری سے متوقع فائدہ اس پر مرتب ہونے والے نقصان سے زائد ہو نیز اس کا مقصد کسی مفقود عضو کو وجود میں لانا یا اس کی شکل کو بحال کرنا یا اس کے مقصود وظیفہ کو بحال کرنا، یا کسی عیب کی اصلاح یا کسی ایسی بدصورتی کا ازالہ ہو جو اس شخص کے لیے نفسیاتی یا جسمانی اذیت کا سبب بنتی ہو۔[16]

دوم: کسی انسان کا عضو (حصہ و جسم) دوسرے انسان کے اندر منتقل کرنا ایسی صورت میں جائز ہوگا جب کہ وہ از خود تیار ہوتا رہتا ہو جیسے خون اور جلد، اس شرط کے ساتھ دینے والا کامل اہلیت رکھتا ہو اور متعبر شرعی شرائط ملحوظ رکھی گئی ہوں۔

سوم: ایسا عضو جو کسی مرض کی وجہ سے جسم سے نکال دیا گیا ہو اس کے کسی حصہ سے استفادہ دوسرے شخص کے لیے جائز ہے مثلاً کسی مرض کی وجہ سے کسی شخص کی آنکھ نکال دی گئی ہو۔

چہارم: ایسا عضو جس کے بغیر زندگی بسر کرنا ممکن نہ ہو جیسا جگر دل کسی زندہ انسان سے کسی دوسرے انسان میں داخل کرنا شرعاً حرام ہے:

پنجم: کسی زندہ انسان کے ایسے عضو کا منتقل کرنا جس پر اسکی زندگی کا انحصار ہی نہ ہو لیکن اسکی کمی کی وجہ سے زندگی کا بنیادی وظیفہ موقوف ہو جاتا ہو یہ شرعاً جائز نہ ہے۔ جیسے دونوں آنکھوں کے قرنیوں کو منتقل کرنا[17]۔

ششم: کسی میت کا ایسا عضو کسی زندہ انسان کے اندر داخل کرنا اس صورت میں جائز ہے کہ وہ عضو اس انسان کی زندگی کی بقا کے لیے بہت ضروری ہو۔ بشرطیکہ میت نے اپنی موت سے پہلے وقف کرنے کی اجازت دی ہو۔

خلاصۂ بحث

انسان خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر، زندہ ہو یا مردہ خالص اللہ رب العزت کی ملک ہے۔ مکرم اور محترم ہونے کے باعث غیر مستعمل ہے۔ اس لیے زندہ ہو تو اپنی جان یا کسی اور عضو کو ضائع کرنے یا شدید مجبوری کے بغیر کاٹنے کی اجازت نہیں ہے۔ البتہ اپنی جان یا دیگر اجزا کی اصلاح یا حفاظت کی خاطر جسم کے کسی حصہ کو کاٹنا یا چیر کر پیوند کاری کرنا جائز ہے۔ اسی طرح جسم کے کسی ایک حصہ کی رگ، جھلی، کھال اور گوشت وغیرہ کے ناکارہ یا کاٹنے کی صورت میں دوسرے حصے سے یہ چیزیں نکالنے کے بعد وہاں لگا کر علاج کرنے کی بھی بعض علماء کے نزدیک گنجائش ہے۔ لیکن دوسرے کی جان یا اعضاء بچانے کے لئے اپنے جسم کا کوئی حصہ گردہ، پتہ، بال، دل اور آنکھوں کا قرنیا وغیرہ دینا اور اس کی پیوند کاری کرنا بہت زیادہ مجبوری کی وجہ سے جائز ہے۔ لیکن انسانی اعضاء کی خرید و فروخت بالکل ناجائز ہے۔ مردہ انسان کی قطع و برید پر دوسرے زندہ شخص کی جان بچانا، کسی کا مالی حق وصول کرنا موقوف ہو تو بوقت ضرورت اس کی اجازت سے۔ اس کے علاوہ مردہ انسانی جسم کے ذریعے ڈاکٹری تعلیم، قتل کی وجوہات جاننے کے لیے یا اس کے اعضاء کی زندہ شخص میں پیوند کاری کرنے کے لئے کچھ شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

References

[1] Sulaymān Ibn al-Ash'ath, Sunan Abu Dāwūd (Riyadh: Dārussalām Publishers), Hadith No. 2858
[2] Fatawā Alamgeeri 374;4
[3] Sayyid Muhammad Amin Ibn Abidin Shāmi, Rid al-Mukhtar, (Beirut: Darahiya al-Tarath al-Arabi, 1407 AH), 6/649,
Introduction: Allama Muhammad Amin Ibn Abidin Shami is a very grand compilation, Darmukhtar's share. It is also called Fatawa Shami.
[4] Fatawi Alamgiri, 4/338.
5Muhammad bin Hasan al-Shibani, Sharh al-Sair al-Kabeer (Beirut: Dar al-Kitab al-Ulamiyyah, 1417 AH), 1/89.
[6] Fatawi Alamgiriya, 5/354.
[7]Rulings and Recommendations of Mutamarat Majmam al-Bakhu al-Islamiyya, Rulings No. 281 and 417 Al-Qarar No. (277).

[8] Rulings and Recommendations of Mutamarat Majmam al-Bakhu al-Islamiyya, Rulings No. 281 and 417 Al-Qarar No. (277).
[9] Rulings and Recommendations of Mutamarat Majmam al-Bakhu al-Islamiyya, Rulings No. 281 and 417 Al-Qarar No. (277).
[10]Rulings and Recommendations of Mutamarat Majmam al-Bakhu al-Islamiyya, Rulings No. 281 and 417 Al-Qarar No. (277).
[11]Al-Majjam al-Fiqhi al-Islami 1:89
[12] Nadwi, Jurisprudence of Jurisprudence Academy Jeddah, p. 102.
[13] Al-Majjam al-Fiqhi al-Islami 1:89
[14] Al-Majjam al-Fiqhi al-Islami 1:89
[15]he International Islamic Fiqh Council and the Islamic Fiqh Council of the Republic of Sudan signed a memorandum of cooperation 1:89
[16]Al-Majjam al-Fiqhi al-Islami 1:89
[17]-Nadwi, Jurisprudence of Jurisprudence Academy Jeddah, p. 102.